© rasailojaraid.com

ریڈیو پر رویت ہلال کی خبر

مولانا محمد تقی امینی ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی۔ علیگڑھ

عرصہ سے ریڈیو پر رویتِ ہلال کی خبر کا مسئلہ اہلِ علم کے سامنے پیش ہے۔ لیکن اب تک نہ کوئی اجتماعی فیصلہ ہوسکا اور نہ عوامی خلفشار سے بچنے کی کوئی صورت نکل سکی۔ ذیل میں اس سلسلہ کی چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔ شاید وہ کچھ مفید ثابت ہوں۔

خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنیکا حکم: قرآن حکیم کی بعض آیتوں سے خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنیکا ثبوت ملتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا[۱] — اے ایمان والو! اگر فاسق (غیر ثقہ) تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔

آیت میں فاسق (غیر ثقہ) اور نبا (خبر) دونوں عام ہیں۔

ای فاسق جاء کم بای نبا[۲] — یعنی جو فاسق جس قسم کی خبر لائے (اسکی تحقیق کرلیا کرو)

[۱] سورہ حجرات رکوع ۱

[۲] تفسیر کبیر ج ۷ صفحہ ۵۹۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری آیت ہے:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ	اور جب ان کے پاس کوئی بات امن یا خوف
اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ	کی پہنچتی ہے تو وہ اس کو پھیلا دیتے ہیں اگر
اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ	یہ لوگ اس کو اللہ کے رسولؐ اور اہلِ علم کے
مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ	حوالہ کر دیتے تو ان میں جو تحقیق کرنے والے
يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ [1]	ہیں وہ اس کی تحقیق کر لیتے۔

"اولی الامر" سے مراد اہل علم و صاحب فقہ ہیں۔ "اہل العلم والفقہ" [2] اور "جاءھم امر" میں لفظ امر (بات) ہر حادثہ و شرعی واقعہ کو شامل ہے۔

لان الامن والخوف حاصلان	کیوں کہ امن اور خوف ہر اس چیز میں موجود
فی کل ما یتعلق بباب التکلیف [3]	ہے جس کا تعلق باب تکلیف سے ہے۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل علم دونوں خبر کی تحقیق اور اس کی صحیح حیثیت متعین کرنے پر مامور ہیں۔

ان الرسول واولی الامر	رسول اللہ اور اہلِ علم دونوں استنباط کے
کلھم مکلفون بالاستنباط [4]	مکلف ہیں۔

صحیح حیثیت کے تعین کیلئے غلبۂ ظن کافی ہے: کسی خبر کی صحیح حیثیت کا تعین اس وقت ہوتا ہے جبکہ تحقیق کے بعد اس سے غلبۂ ظن حاصل ہو جائے۔ جیسا کہ فقہاء کی درج ذیل تصریحات سے ظاہر ہوتا ہے۔

وغالب الظن عندھم ملحق	فقہا کے نزدیک غلبۂ ظن یقین کا حکم رکھتا ہے
بالیقین وھو الذی یبنی علیہ	اسی پر شرعی احکام کا مدار ہے۔
الاحکام [5]	

---

[1] سورہ نساء رکوع ۱۱ - [2] قرطبی۔ [3] تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۰۱ [4] ایضاً

[5] الاشباہ والنظائر ص ۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسری جگہ ہے۔

یعرف ذلک من تفحص کلامهم فی الابواب [1]

یہ بات مختلف ابواب میں تلاش وجستجو سے معلوم ہوتی ہے۔

ابن عابدین کہتے ہیں:

یقع العلم الشرعی وھو غلبة الظن بخبرھم [2]

ان کی خبر سے علم شرعی یعنی غلبہ ظن حاصل ہو جائے۔

پھر اسکے بعد ہے:

لانه العلم الموجب للعمل لا العلم بمعنی الیقین [3]

کیوں کہ غلبہ ظن ہی وہ علم ہے جس سے عمل کا وجوب ہوتا ہے۔ علم شرعی سے مراد اس جگہ یقین نہیں ہے۔

غلبہ ظن وہی معتبر ہے جس سے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔

غلبہ ظن اس وقت احکام کا مدار قرار پاتا ہے۔ جب کہ اس سے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔

اما اکبر الرائ وغلبة الظن الطرف الراجح اذا اخذ به وھو المعتبر عند الفقهاء [4]

اکبر رائے اور غلبہ ظن کسی ایک جانب رجحان کو کہتے ہیں جب کہ اس کو دل قبول کرے۔ فقہاء کے نزدیک یہی معتبر ہے۔

چند فقہی جزئیات جن سے ریڈیو پر خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنے میں مدد ملتی ہے

ذیل میں چند فقہی جزئیات ذکر کی جاتی ہیں جن سے ریڈیو پر خبر کی صحیح حیثیت متعین کرنے میں مدد

[1] الاشباہ والنظائر ص۳۷ [2][3] ردالمحتار ج۲ کتاب الصوم ص۹۵

[4] الاشباہ والنظائر ص۳۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملتی ہے۔

(۱) سرکاری طور پر جس خبر کے پہنچانے کا انتظام ہو اس کے منادی کی خبر مستند ہے۔ خواہ وہ ثقہ ہو یا غیر ثقہ ہو۔

خبر منادی السلطان مقبول عدلاً کان او فاسقاً [۱]	بادشاہ (حکومت) کے منادی کی خبر معتبر ہے، خواہ وہ ثقہ ہو یا غیر ثقہ۔

(۲) شہادت کے ذریعہ جس بات کا فیصلہ ہو چکا ہو اس میں فرد واحد کی خبر معتبر ہے۔

ولا خلاف فی ان الحکم الثابت بالشہادۃ یجزی فیہ خبر الواحد [۲]	اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس کا فیصلہ شہادت سے ہو چکا ہے۔ اس کے اعتبار کے لئے خبر واحد کافی ہے۔

(۳) سرکاری وغیر سرکاری طور پر خبر کی قائمقامی کے لئے عادۃً کچھ علامتیں طے کر لی گئی ہوں تو ان کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع او رؤیۃ القنادیل من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل [۳]	توپ کی آواز یا روشنی دیکھنے سے گاؤں والوں پر روزہ رکھنا ضروری ہے کیوں کہ یہ ظاہری علامتیں غلبۂ ظن کا فائدہ دیتی ہیں۔ اور غلبۂ ظن ایسی حجت ہے جس سے عمل کا وجود ثابت ہوتا ہے

---

[۱] فتاویٰ عالمگیری ج ۶ کتاب الکراہیۃ ص ۲۷ [۲] احکام القرآن للجصاص ج ۱ ص ۲۶۰

[۳] رد المحتار ج ۲ کتاب الصوم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) جس خبر کی مستند ثبوت (نہ کہ افواہوں) کی بنا پر عام شہرت ہو جائے۔ تو دوسرے شہر والوں کو اس کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

ان الخبر اذا استفاض و	خبر جب شہر کے لوگوں میں مشہور اور ثابت ہو جائے
تحقق فیما بین اہل البلدۃ	—— تو اس شہر کا حکم دوسرے شہر کے
الاخری یلزمہم حکم	لوگوں پر لازم ہو گا۔
ھذہ البلدۃ [1]	

(۵) آسمان صاف ہونے کی صورت میں بھی ایک روایت کے مطابق دو آدمیوں کی شہادت کافی ہے۔ جب کہ ایسی حالت میں دوسری روایت کے مطابق شہادت کے لئے ایک جماعت یا ایسی تعداد ضروری ہے کہ اس کی خبر سے غلبۂ ظن حاصل ہو جائے۔

جیسا کہ سرخسیؒ کہتے ہیں۔

اما اذا لم یکن بالسماء علۃ	جب آسمان میں ابر وغیرہ
فلا تقبل شہادۃ الواحد	نہ ہو تو ایک دو آدمیوں کی شہادت
والمثنی حتی یکون امراً مشہوراً	قبول نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ بات
ظاہراً فی ہلالِ رمضان	مشہور ہو جائے۔ رمضان و عید
وھکذا فی ہلال الفطر فی	دونوں کے لئے یکساں حکم ہے۔ امام
روایۃ ھذا الکتاب وفی	ابو حنیفہؒ سے محمدؒ کی یہی روایت
روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ	ہے۔ لیکن حسنؒ کی روایت امام ابوحنیفہ
رحمہما اللہ تعالیٰ قال	سے یہ ہے کہ ایسی صورت
تقبل فیہ شہادۃ رجلین	میں بھی دو مردوں یا ایک مرد اور

---

[1] رد المحتار، ج۲ کتاب الصوم ص۹۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

او رجل وامرأتين بمنزلة حقوق العباد [1] | دو عورتوں کی شہادت قبول ہوگی جیسے حقوق العباد میں ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے۔

وبلا علة جمع عظيم يقع العلم الشرعي وهو غلبة الظن بخبرهم....... وعن الامام انه يكتفى بشاهدين [2] | ابر وغیرہ نہ ہونے کی صورت میں شہادت کے لئے ایک بڑی جماعت درکار ہے۔ جس کی خبر سے علم شرعی یعنی غلبہ ظن حاصل ہوجائے۔ اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت ہے کہ ایسی حالت میں بھی دو گواہوں کی شہادت کافی ہے۔

ابن نجیمؒ نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے۔

وينبغي العمل على هذه الرواية في زماننا لان الناس تكاسلت عن ترائي الاهلة [3] | ہمارے زمانہ میں اس روایت پر عمل مناسب ہے کیوں کہ چاند دیکھنے میں لوگ سستی کرنے لگے ہیں۔

ابن عابدینؒ نے کہا ہے۔

انت خبير بان كثيراً من الاحكام تغيرت لتغير الازمان ولو اشترط في زماننا الجمع العظيم لزم | تم جانتے ہو کہ بہت سے احکام زمانہ کی تبدیلی سے بدل جاتے ہیں۔ اگر ہمارے زمانہ میں شہادت کے لئے بڑی جماعت شرط ہو تو لوگ دو دو

---

[1] المبسوط للسرخسی ج ۳ کتاب نوادر الصوم صہ ۱۴۰ [2] درمختار کتاب الصوم صہ ۱۴۸ ابہ ۳ دارالمختار ج ۲ کتاب الصوم صہ ۹۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان لا یصوم الناس الا	تین تین دن بعد تک روزہ نہ
بعد لیلتین او ثلاث	رکھیں گے۔ کیوں کہ اس سلسلہ میں
لما هو مشاهد من تکاسل	لوگوں کی سستی عام طور سے دیکھی
الناس ؎۱	جا رہی ہے۔

(۶) اسی طرح آسمان صاف ہونے کی صورت میں شہر سے باہر رہنے والے یا شہر پر کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنے والے ایک شخص کی شہادت معتبر ہو گی چنانچہ امام طحاویؒ کا یہ قول تقریباً فقہ کی تمام بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ مثلاً ہدایہ میں ہے۔

وذکر الطحاوی انه تقبل	طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ایک کی شہادت
شهادة الواحد اذا جاء	قبول ہو گی۔ جب کہ وہ شہر کے باہر سے
من خارج المصر لقلة	آیا ہو۔ کیونکہ وہاں رکاوٹیں کم پائی جاتی
الموانع والیه الاشارة	ہیں۔ کتاب الاستحسان میں اسی کی
فی کتاب الاستحسان وکذا	طرف اشارہ ہے ایسے ہی ایک شہادت
اذا کان علی مکان مرتفع	قبول ہو گی۔ جبکہ شہر میں کسی اونچی جگہ کا
فی المصر ؎۲	رہنے والا ہو۔

فتاوی عالمگیری میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد ہے۔

وعلی قول الطحاوی اعتمد الامام	طحاوی کے قول پر امام مرغینانیؒ
المرغینانی وصاحب الاقضیة	اور صاحب اقضیۃ وفتاوی صغری
والفتاوی الصغری ؎۳	نے اعتماد کیا ہے۔

؎۱ رد المحتار ج۲ کتاب الصوم ص۹۷ ؎۲ ہدایہ کتاب الصوم ؎۳ فتاوی عالمگیری ج۱ کتاب الصوم فی رویۃ الہلال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس قول کی المبسوط میں یہ دلیل منقول ہے۔

لانہ یتفق من الرویۃ	شہر میں چوں کہ غبار وغیرہ زیادہ رہتا
فی الصحاری مالا یتفق فی	ہے۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ باہر چاند
الامصار لما فیھا من کثرۃ	نظر آئے اور شہر میں نہ نظر آئے اسی
الغبار ولکن لک ان	طرح اونچی جگہ سے چاند دیکھنا جس قدر
کان فی المصر علی موضع	آسان ہوتا ہے نیچی جگہ سے اس
مرتفع فقد یتفق لہ	قدر آسان نہیں ہوتا۔
من الرویۃ مالا یتفق	
لمن هو دونه فی المکان ۱ھ وقف لہ	

سطح زمین سے آنکھ کی اونچائی کا تناسب افق حسی (جہاں آسمان و زمین دونوں ملتے نظر آتے ہیں) سے یہ ہے۔

آنکھ کی اونچائی	فاصلہ افق حسی
۶ فٹ	۳ میل
۲۴ فٹ	۶ میل
۹۶ فٹ	۱۲ میل
۳۸۴ فٹ	۲۴ میل

یعنی آنکھ کی اونچائی میں جب چار گنا فاصلہ ہوگا تو افق حسی میں دو گنا ہوتا رہے گا۔

اس کا فارمولا یہ ہے۔

جتنے میں اونچا دیکھنا ہو اس عدد کو ۳ سے تقسیم کیا جائے۔ پھر حاصل تقسیم کو حاصل تقسیم میں ضرب دیا جائے۔

لہ المبسوط ج کتاب الاستحسان ص ۱۶۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر حاصل ضرب کو ۶ میں ضرب دیا جائے اب جو حاصل ضرب ہوگا، اتنی ہی فٹوں میں آنکھ کی اونچائی ہوگی۔

مثلاً کوئی شخص دس میل تک دیکھنا چاہے تو دس کو ۳ سے تقسیم کرنے کے بعد $\frac{10}{3}$ آیا پھر $\frac{10}{3}$ کا مربع کیا تو $\frac{10}{3} \times \frac{10}{3} = \frac{100}{9}$ ہوا۔ پھر $\frac{100}{9}$ سے ۶ کو ضرب دیا تو $\frac{200}{3}$ آیا۔ جو ۶۷ فٹ کے برابر ہے۔ یعنی دس میل تک دیکھنے کے لئے آنکھ کی اونچائی ۶۷ فٹ ہونی چاہیے۔

(۷) ایک شخص کی شہادت پر رمضان کے روزے رکھے گئے تھے لیکن کسی وجہ سے ۲۹ تاریخ کو عید کا چاند نہ نظر آیا، تو دوسرے دن (چاند دیکھے بغیر) عید کرنے کی اجازت ہے۔ اس صورت میں بظاہر چاند کا ثبوت ایک شخص کی شہادت کی بنا پر ہو رہا ہے جبکہ عید میں ایک شخص کی شہادت پر فیصلہ کرنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ امام محمد سے جب یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے درج ذیل توجیہہ پیش کی۔

كيف يفطرون بشهادة الواحد قال لا يفطرون بشهادة الواحد بل بحكم الحاكم لانه لما حكم بدخول رمضان ثم امر الناس بالصوم فمن ضرورته الحكم بانسلاخ رمضان بعد مضي ثلاثين يوما [1]

سوال کیا گیا کہ لوگ ایک شخص کی شہادت سے پھر کیسے افطار کریں گے تو امام محمدؒ نے جواب دیا کہ افطار ایک شخص کی شہادت سے نہیں بلکہ حاکم کے حکم سے کریں گے کیوں کہ جب حاکم نے روزہ کا حکم دیا تو لازمی طور سے تیس ۳۰ دن گزرنے کے بعد اس کے ختم کرنے کا بھی حکم نکل آئے گا۔

---

[1] المبسوط ج ۳ کتاب الصوم ص ۱۴۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریڈیو کی خبر پر غور کرنے کے لئے چند پہلو ان تصریحات کے بعد 'ریڈیو' کی خبر میں چند حیثیتوں سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) "ریڈیو" ایک نئی ایجاد اور خبر رسانی کا آلہ ہے۔ قدیم زمانہ میں خبر رسانی کا کام دوسرے ذرائع (منادی سلطان وغیرہ) سے انجام پاتا تھا۔ اور اب ترقی یافتہ دور میں اونچے پیمانہ پر اس کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔

(۲) "ریڈیو" رویتِ ہلال کی جس خبر کو نشر کرتا ہے۔ اس کی حیثیت شہادت کی نہیں بلکہ اطلاع کی ہوتی ہے جس طرح اور بہت سی باتوں کی وہ عوام کو اطلاع دیتا ہے۔ اسی طرح چاند ہونے یا نہ ہونے کی اطلاع دیتا ہے۔

(۳) "ریڈیو" پر چاند کی جو اطلاع آتی ہے اس کے بارے میں اب تک یہ عمل درآمد چلا آرہا ہے کہ پہلے شہر کے معتمد عالم یا جامع مسجد کے پیش امام سے چاند ہونے یا نہ ہونے کے متعلق معلوم کیا جاتا ہے۔ پھر جیسا وہ کہتے ہیں اس کے مطابق خبر نشر کی جاتی ہے

عالم و پیش امام چاند ہونے کے بارے میں جو بات کہتے ہیں اس کا مدار عام رویت ہوتی ہے یا وہ فیصلہ ہوتا ہے جو شہادت گزرنے کے بعد کیا جاتا ہے۔

اس لحاظ سے ریڈیو کی اطلاع گویا عام رویت یا فیصلہ کی اطلاع ہوتی ہے۔

(۴) "ریڈیو" کی خبروں کے اعتبار کرنے کا عام رواج (عرف) ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جن خبروں کا تعلق حکومت کی خاص پالیسی سے ہو اور جن کی صحیح اطلاع وہ مناسب نہ سمجھتی ہو۔ وہ عموم سے مستثنیٰ ہیں۔

(۵) "ریڈیو" پر دینی خبروں کا شریعت کے مطابق اہتمام نہ ہونے کے باوجود ان خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے۔ اور غلبۂ ظن کے بارے میں یہ وسعت ہے کہ اگر ان لوگوں کی خبروں سے بھی حاصل ہو جائے جن کی شہادت عام حالات میں معتبر نہیں ہے تو دینی امور میں اس پر عمل کرنا درست ہے جیسا کہ ردالمحتار میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واما غیر مقبول الشهادة کالکافر والفاسق والصبی فلعدم الاعتداد بالخبارة فیما هو من امور الدیانات مالم یغلب علی الظن صدقه [1]	جن لوگوں کی شہادت غیر معتبر ہے جیسے کافر فاسق، بچہ ان کی خبر پر دینی معاملات میں اس وقت تک اعتبار نہ کیا جائیگا۔ جب تک ان کی سچائی پر غلبہ ظن نہ حاصل ہو۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

یجب ان یعلم بان العمل بغالب الرای جائز فی باب الدیانات وفی باب المعاملات وکذا العمل بغالب الرای فی الدماء جائز [2]	یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ دیانات معاملات اور خون سب میں غالب رائے پر عمل کرنا جائز ہے۔

غلبہ ظن دو یا تین خبروں سے حاصل ہو جاتا ہے۔ غلبہ ظن (اطمینان قلب) ایک وجدانی امر ہے۔ جو خبر دینے والوں کی کثرت اور خبر دینے کی خاص طرز پر موقوف نہیں ہے۔ چنانچہ بسا اوقات جم غفیر کی خبر اور مقفع و مسجع عبارت ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ لیکن ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ دو ایک آدمیوں کی خبر قابل اعتبار بن جاتی ہے۔

ایسی حالت میں "ریڈیو" کی خبر سے غلبہ ظن حاصل ہونے کے لیے خبر کی تعداد اور اس کے

---

[1] رد المحتار ج ۱ باب شروط الصلوۃ ص ۴۴۸ [2] فتاوی عالمگیری ج ۴ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی فی العمل بہ غالب الرای۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الفاظ کی حدبندی نہایت مشکل امر ہے۔ پھر بھی عموماً ابر کی صورت میں دو اور آسمان صاف ہونے کی صورت میں تین خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ خبریں مختلف ریڈیو اسٹیشن کی ہوں یا ایک اسٹیشن سے کئی جگہ کی ہوں۔ البتہ اس صورت میں چاند کا ثبوت محض ان خبروں سے نہیں بلکہ اس فیصلہ سے سمجھا جائیگا، جو علماء ان خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہونے کے بعد کریں گے۔

امام محمدؒ نے مذکورہ بالا میں سوال کا جواب دیتے ہوئے حاکم کے حکم کو فیصلہ کی بنیاد قرار دیا تھا۔ اب چوں کہ حاکم شرعی موجود نہیں ہیں اس بنا پر دینی معاملات میں علماء انکے قائم مقام ہوں گے۔ اور اگر علماء فیصلہ نہ کریں۔ تو عوام کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق نہ ہوگا۔

اذا خلا الزمان من سلطان	جب کسی زمانہ میں ایسی حکومت
ذی کفایة فالامور موکلة	نہ رہے۔ جو دینی معاملات کی ذمہ داری
الی العلماء ویلزم الامة	لیتی ہو۔ تو یہ معاملات علماء کے سپرد
الرجوع الیهم [1]	ہونگے اور امت کو ان کیطرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

اختلافِ مطالع کی بحث بڑی پُر پیچ ہے

رویت ہلال کے سلسلہ میں اختلاف مطالع کی بحث کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ بحث اس قدر پُر پیچ ہے کہ اس سے کسی قطعی نتیجہ پر پہنچنا حد درجہ مشکل ہے۔ چنانچہ ابوریحان بیرونی (فن ہیئت کا ماہر) نے کہا ہے۔

ان علماء الهیئة مجمعون	علماء ہیئت اس بات پر متفق ہیں کہ
علی ان المقادیر المفروضة	رویت ہلال کے عمل میں آنے کے
فی اداخر اعمال رویة	لئے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ

---

[1] الحدیقة المحمدیة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الهلال هي ابعاد لم يوقف	سب محض تجرباتی ہیں اور مناظر کے
عليها الا بالتجربة والمناظر	کچھ حسابی حالات ہیں جن کی وجہ سے
احوال هندسية يتفاوت	نظر آنے والی چیز چھوٹی بڑی دکھائی
لاجلها المحسوس بالبصر	دیتی ہے۔
في العظم والصغر وفي الاحوال	فلکی حالات کچھ اس قسم کے ہیں
الفلكية ما اذا تأملها متأمل	کہ جو بھی منصف مزاج ان میں غور
منصف لم يستطع بت الحكم	کرے گا وہ رویت ہلال کے ہونے
على وجوب رؤية الهلال	اور نہ ہونے کے بارے میں کوئی قطعی
او امتناعها ۔ [1]	فیصلہ نہ کر سکے گا۔

شمس الدین محمد بن علی خواجہ کا چالیس سالہ تجربہ اور دوسرے ماہرین کا فیصلہ یہ ہے۔

فلا سبيل الى التحقيق سوى	سوائے تخمین اور اندازہ کے کوئی یقینی
التخمين والتقريب [2]	بات نہیں کہی جاسکتی۔

چنانچہ پاکستان ۱۹۶۱ء میں کراچی کے محکمہ موسمیات نے ایک ہفتہ پہلے اعلان کیا کہ ۲۹ر رمضان جمعہ کے روز غروب آفتاب کے بعد چاند تقریباً اکیس منٹ افق پر دیکھا جاسکے گا۔ لیکن پنجاب یونیورسٹی کی رصدگاہ نے ۲۹ کو اعلان کیا کہ آج (جمعہ کے دن) ہلال کی روشنی اس قدر کم ہوگی کہ معمولی نگاہیں اس کو نہ دیکھ سکیں گی۔ [3]

اختلافِ مطالع اعتبار کرنے اور نہ کرنے کی صورتیں۔ اختلافِ مطالع کے سلسلے میں محققین

---

[1] الآثار الباقیة عن القرون الخالیة ص۱۹۸ [2] کشف الظنون ج۲ ص۹۶۹

[3] ایوننگ اسٹار ۱۷ مارچ ۱۹۶۱ء از رویت ہلال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقہا اس بات سے متفق ہیں کہ قریب کے شہروں میں اس کا اعتبار نہ کیا جائے اور دور کے شہروں میں اعتبار کیا جائے۔ لیکن قریب و بعید کے تعین میں فقہا کے درمیان شدید اختلاف ہے چنانچہ اس سلسلے کے اقوال درج ذیل ہیں

(۱) جس مسافت میں قصر کی جاتی ہے (۴۸ میل) وہ بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۱]

(۲) جس جگہ تک مطلع میں اتحاد ہے وہ قریب ہے اور جس جگہ سے مطلع بدل جائے وہ بعید ہے۔ [۲]

(۳) ایک ماہ یا اس سے زیادہ کی (پیدل چلنے کے لحاظ سے) مسافت (اندازہ ۴۸۰ میل شرعی) بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۳]

(۴) چوبیس ۲۴ فرسخ سے کم (تقریباً ۸۲ میل انگریزی اور ۷۲ میل شرعی) قریب ہے اور اس سے زیادہ بعید ہے۔ [۴]

(۵) خراسان و اندلس کے درمیان کا فاصلہ (تقریباً ۳ ہزار میل) بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۵]

(۶) مدینہ اور شام کے درمیان کا فاصلہ (تقریباً ۴ سو میل) بعید ہے اور اس سے کم قریب ہے۔ [۶]

(۷) مبتلیٰ بہ جس کو قریب سمجھے وہ قریب ہے اور جس کو بعید سمجھے وہ بعید ہے۔ [۷]

(۸) ایک ملک کے تمام شہر آپس میں قریب ہیں۔ اور دوسرا ملک بعید ہے۔ [۸]

---

[۱] نووی شرح مسلم کتاب الصوم باب لکل بلد رؤیتھم [۲] تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی باب ماجاء لکل اہل بلد رؤیتہم [۳] رد المحتار ج۲ کتاب الصوم مطلب فی اختلاف المطالع۔
[۴] ایضاً [۵] تحفۃ الاحوذی [۶] ترمذی کتاب الصوم حدیث کریب۔ [۷] العرف الشذی شرح ترمذی باب ماجاء ان الصوم لرؤیۃ الہلال والافطار لہ [۸] تحفۃ الاحوذی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۹) اسلامی حکومت کے تمام شہر ایک شہر کے حکم میں ہیں۔ یعنی اگر خلیفۃ المسلمین شہادت کی بناء پر چاند تسلیم کرلے۔ تو اس کی مملکت کے تمام شہروں میں چاند تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ۱؎

ایک دن فرق سے کم میں اختلاف کا اعتبار نہ ہوگا۔ (۱۰) کسی جگہ کی رویت دوسری جگہ تسلیم کرنے میں اگر ایک دن کا فرق لازم آئے تو اختلافِ مطلع کا اعتبار ہوگا۔ اور اس سے کم اختلاف کا اعتبار نہ ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں ۲۹ کے بجائے ۲۸ اور ۳۰ کے بجائے ۳۱ دن کا مہینہ ہوسکتا ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ ۲؎

یہ فرق اختلاف رویت کے لحاظ سے ہے ہیئت کے لحاظ سے نہیں ہے۔ ایک دن کا فرق عموماً حجاز، مصر، الجیریا، اسپین، فرانس، انگلستان، اور امریکہ وغیرہ ممالک میں پیش آتا ہے۔ یہ فرق اختلافِ رویت کے لحاظ سے ہے فنِ ہیئت کے لحاظ سے نہیں ہے۔ یعنی رویت ہلال میں مختلف مقامات پر ایک دن کا فاصلہ ہوسکتا ہے۔ کیوں کہ اس کا تعلق بلاد کے طول و عرض سے ہے۔ جب کہ ہیئت کا طول و عرض سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ ہیئت کے لحاظ سے جب القمر الجدید "New Moon" ہوگیا تو وہ پوری دنیا کے لئے ہوا۔ اس کے متعین لمحہ میں کسی جگہ کوئی فرق نہ ہوگا۔ البتہ اس لمحہ میں دنیا کی گھڑیوں کے اوقات ضرور مختلف ہوں گے۔

ہیئت کے لحاظ سے القمر الجدید اس وقت ہوتا ہے جب کہ سورج اور چاند (نیرین) کی تقویموں میں صرف صفر کا فرق ہو۔ (مزید تحقیق و تفصیل کے لئے فنِ ہیئت کا مطالعہ ضروری ہے۔

۱؎ تحفۃ الاحوذی ۲؎ فتح الملہم شرح مسلم باب بیان ان لکل بلد رویتہم۔

© rasailojaraid.com

ایک دن سے کم فرق والے ممالک میں ایک دن عید کرنے کی گنجائش۔ رویت کے لحاظ سے (ریڈیو کی خبر سے فیصلہ کی صورت میں) ان سب ممالک میں ایک دن عید کرنے کی گنجائش نکلتی جن میں ایک دن کا فرق نہیں لازم آتا۔ چناں چہ ہندوستان وپاکستان میں چونکہ ایک دن کا فرق نہیں ہے اس بنا پر دونوں جگہ عید ایک دن کی جاسکتی ہے۔

ہندوپاک کے اوقات میں فرق کا نقشہ ہندوپاک کے مختلف شہروں کے اوقات میں فرق کی تفصیل یہ ہے:

چٹاگانگ میں نصف النہار (زوال) کے وقت ۱۲ بجے ہیں تو مندرجہ ذیل شہروں میں زوال کے وقت چٹاگانگ کی گھڑی میں درجہ ذیل اوقات ہوں گے۔

ڈھاکہ میں زوال	۱۲ بجکر ۶ منٹ	۶ منٹ بعد
کلکتہ " "	۱۲ بجکر ۱۴ "	۱۴ " "
پٹنہ " "	۱۲ بجکر ۲۷ "	۲۷ " "
بنارس " "	۱۲ بجکر ۳۵½ "	۳۵½ " "
الٰہ آباد " "	۱۲ بجکر ۴۰ "	۴۰ " "
لکھنؤ " "	۱۲ بجکر ۴۴ "	۴۴ " "
کانپور " "	۱۲ بجکر ۴۶ "	۴۶ " "
مدراس " "	۱۲ بجکر ۴۶½ "	۴۶½ " "
حیدرآباد " "	۱۲ بجکر ۵۳½ "	۵۳½ " "
دہلی " "	۱۲ بجکر ۵۸½ "	۵۸½ " "
لاہور " "	۱ بجکر ۱۰½ "	۷۰½ " "
بمبئی " "	۱ بجکر ۱۶½ "	۷۶½ " "
کراچی " "	۱ بجکر ۳۹½ "	۹۹½ " "

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس وقت کراچی میں زوال کا وقت ہوگا۔ اس وقت چٹاگانگ کی گھڑی میں ۱ بجکر ۳۹ ½ منٹ ہوں گے یعنی کراچی میں چٹاگانگ سے ۹۹ ½ منٹ بعد زوال ہوگا۔ اس طرح ڈھاکہ و کراچی میں ایک گھنٹہ ۳۴ منٹ کا فرق ہوتا ہے۔

چاند کے ثبوت میں عام فقہا کے نزدیک ہیئت کا اعتبار نہیں ہے۔ اگر ایک ہی عرض البلد میں کوئی دو شہر ہیں۔ تو مذکورہ فرق طلوع و غروب میں بھی ہوگا۔ ورنہ جیسا عرض البلد میں فرق ہوگا۔ اس کے لحاظ سے اختلاف ہوگا۔

ہیئت کے لحاظ سے اگرچہ ساری دنیا میں ایک دن عید منائی جاسکتی ہے۔ لیکن عام فقہا اس کو درست تسلیم نہیں کرتے۔

واتفق الائمة الاربعة على انه لا اعتبار بمعرفة الحساب المنازل [1]	چاروں اماموں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ چاند کے ثبوت میں حساب اور منازل کا اعتبار نہیں ہے۔

دوسری جگہ ہے:

ولا عبرة بقول الموقتين [2]	چاند کا وقت بتانے والوں کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔

البتہ امام سبکیؒ شافعی کے بارے میں ہے۔

وللامام السبکی الشافعی تالیف مال فیه الی اعتماد قولهم [3]	امام سبکیؒ شافعی کی ایک تصنیف ہے جس میں ان کا رجحان موقتین کے قول پر اعتماد کی جانب ہے۔

اسی طرح ابن شریح کے بارے میں ہے۔

---

[1] کتاب المیزان للشعرانی الجزء الاول کتاب الصیام [2] ردالمحتار ج مطلب ولاعبرة بقول الموقتین۔ [3] ردالمحتار۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الا فی وجه عن ابن شریح بالنسبة الی العارف بالحساب[۱]	ماہرین فن کی بات ماننے کے لئے ابن شریح کی جانب منسوب (عام فقہا کے خلاف) ایک وجہ ہے۔

لیکن محققین فقہاء نے ان لوگوں کے خیالات کی تردید کی ہے[۲]

امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی توجیہہ

امام ابوحنیفہ کے نزدیک چوں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے اس بنار پر کسی حصہ میں بھی رویت ہونے سے ساری دنیا میں (بہ شرط شرعی ثبوت) عید منائی جا سکتی ہے۔

ولا عبرة لاختلاف المطالع فی ظاهر الروایة[۳]	ظاہر الروایۃ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

حتی لو رؤی فی المشرق لیلة الجمعة وفی المغرب لیلة السبت وجب علی اهل المغرب العمل بما رآه اهل المشرق[۴]	یہاں تک کہ اگر چاند مشرق میں جمعہ کی رات اور مغرب میں سنیچر کی رات کو دیکھا گیا تو مغرب والوں پر مشرق کے لوگوں کے مطابق عمل واجب ہے۔

امام صاحبؒ کا یہ مسلک رویت کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ البتہ ہیئت کے لحاظ سے صحیح ہے جس کا انکے نزدیک اعتبار ثابت نہیں ہے ــــ ظاہر حالت میں اس مسلک کی صرف ایک توجیہہ ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ خلیفۃ المسلمین کسی جگہ کی رویت کی بنار پر چاند ہونے کا فیصلہ کردے۔ اور پھر اختلافِ مطالع کی بحث ختم ہو کر یہ فیصلہ ساری دنیا کے لئے قابلِ عمل قرار پائے۔ عہ

---

[۱] کتاب المیزان [۲] ردالمحتار [۳] فتاوی عالمگیری۔ ج ۱، کتاب الصوم الباب الثانی فی رویۃ الہلال۔ [۴] ردالمحتار ج ۲ باب اختلاف المطالع۔ عہ مطالع کی بحث میں محترم حاجی احسان الحق صاحب ایم ایس سی ریٹائرڈ لیکچرر طبعیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے بہت مدد ملی ہے۔ وہ فنِ ہیئت پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

© rasailojaraid.com